

گفتنی ہا

سید منیر احسن موسوی*

srhm2000@yahoo.com

جماعت اسلامی اور طالبان

کسی زمانے میں پاکستان کی دینی جماعتوں میں جماعت اسلامی کو ایک نظریاتی جماعت کے طور پر پہنچانا جاتا تھا۔ اسلامی سیاست اور حکومت کے داعی ہونے کے حوالے سے جماعت اسلامی کے صف اول کے رہنما، خصوصاً اس کے بانی اور مرشد مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم خاصی شہرت رکھتے تھے۔ مولانا مودودی مرحوم نے اس حوالے سے خاصا علمی کام بھی کیا ہے اور اسلامی ریاست کے بارے میں جدید دور کے مسلمان اسکالرز اور علماء میں اُن کا نام اور کام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

اسلامی حکومت کے حوالے سے اُن کے مخلصانہ جذبات اس وقت مزید نمایاں ہوتے ہیں کہ جب ایران میں شاہی استبدادیت کا تختہ اُلٹ کر حضرت امام خمینیؑ اسلامی انقلاب کے ذریعے ایک اسلامی حکومت کی بنیاد رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اس وقت مولانا مودودی مرحوم وہ پہلے مسلمان عالم دین تھے جنہوں نے امام خمینیؑ کو اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی حکومت کے قیام پر مبارک باد دی اور اپنے پیغام میں اسلامی انقلاب کے لئے نیک جذبات اور ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

یہ چیز اُن کے ایک نظریاتی مسلمان لیڈر ہونے اور مسلک و فرقے کی تفریق سے بالا جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ جس کو پوری دنیا کے مسلمان انقلابی اور نظریاتی لوگ تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس چیز نے سید مودودیؒ کو دوسرے علمائے اہل سنت سے بہت ممتاز مقام عطا کر دیا تھا۔ اس سے پہلے وہ خلافت و ملوکیت کے عنوان سے ایک تحقیقی کتاب لکھنے کی وجہ سے بھی فرقہ پرست علماء کے طعن و تشنیع کا نشانہ

* - مدیر مجلہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (ننت)، بھارہ کبہ، اسلام آباد۔

بن چکے تھے۔ لیکن قرآن و سنت کی حکمرانی کے جذبات کی وجہ سے حوصلہ شکنی کرنے والوں کی کوئی بھی کوشش ان پر کاگر نہ ہو سکی اور انہوں نے مرتے دم تک مکتب خلفاء کے آئینے میں اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد جارہی۔

ان کے بعد آنے والے جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے بھی اپنے قائد کے اصولوں اور فرمانوں کی روشنی میں اپنا سفر جاری رکھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جناب قاضی حسین احمد مرحوم تک اس جماعت کے لیڈر اُمت مسلمہ کے اتحاد اور اسلامی نظریات پر مبنی سیاست اور قومی و ملی بیچتی کے لئے کوشاں رہے۔ لیکن قاضی صاحب مرحوم کے بعد جماعت اسلامی کی قیادت اور باگ دوڑ ایسے افراد کے ہاتھوں میں چلی گئی جنہوں نے اس جماعت کے بانی اور سابقہ رہنماؤں کے برعکس اپنے مقصد کو وسیلے پر قربان کر دیا اور اپنے مقصد کے لئے ہر اس وسیلے کو اختیار کرنا چاہا جس کا دینی تو کجا انسانی حوالے سے بھی کوئی جواز پیش نہیں کیا جاسکتا۔ طالبان جیسے فاشٹ گروہ کی پشت پناہی اور حمایت نہ صرف سید مودودیؒ اور جماعت اسلامی کے اہداف کی مخالف ہے۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جماعت کی یہ سیاست اسلامی اور قرآنی اصولوں کی پامالی کے مترادف ہے۔ طالبان کی طرف سے مسلمان مظلوموں، بچوں، عورتوں اور بے کس لوگوں پر مظالم اور ہزاروں خود کش حملے کس پر ڈھکے چھپے ہیں؟ طالبان اپنی ان تمام سیاہ کاریوں کا خود اعتراف کر چکے ہیں۔ وہ گروہ جو عالمی سامراج خصوصاً امریکی و اسرائیلی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے وجود میں لایا گیا ہے اور جس کی پوری تاریخ مسلمانوں کی تکفیر اور قتل و غارت سے بھری پڑی ہے۔ جو حزب اقتدار میں ہو یا حزب اختلاف میں ہر دو صورتوں میں امریکی مقاصد کی تکمیل کرتا رہا ہے۔

جماعت اسلامی کی طرف سے ایسے لوگوں کی بیساکھیوں کا سہارا لے کر اسلامی حکومت کا خواب دیکھنا، گویا ظلم کے ستونوں پر عدل کی عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کے مترادف ہے۔ جماعت اسلامی کی موجودہ قیادت کے طرز عمل کو قرآنی نکتہ نظر سے بھی دیکھیں تو یہ واضح طور پر ظالمین کی مدد اور حمایت ہے اور آتش جہنم کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ سورہ مبارکہ ہود، آیت ۱۱۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ

یعنی: "اور تم ایسے لوگوں کی طرف مت جھکنا جو ظلم کر رہے ہیں ورنہ تمہیں آتش (دوزخ) آچھوئے گی اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا پھر تمہاری مدد (بھی) نہیں کی جائے گی۔"

بد قسمتی سے جماعت اسلامی کے سربراہوں کے بیانات اور ان کے رجحانات اس قرآنی اصول کی صریح خلاف ورزی اور قرآن سے دوری کے مترادف ہیں۔ اکثر پاکستانی صحافی اور تجزیہ نگار جماعت اسلامی کے اس غیر دینی اور غیر معتدل رویے کے بارے میں اسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ مگر بہت کم ایسے ہیں جو کھل کر بات کہہ سکیں۔

جماعت کے دہشت گردوں کے ساتھ روابط کے واضح ثبوت میڈیا کے سامنے آچکے ہیں۔ لیکن نہ جانے کیا وجہ ہے کہ میڈیا جماعت اسلامی پر کھل کر تنقید نہیں کر رہا۔ حکیم اللہ اور اسامہ کو شہید کہنا اور پاکستانی فوج کے جوان جو طالبان کے خلاف جنگ کرتے ہوئے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں، انھیں مردار کہنے کے بعد بھی جماعت اسلامی پر وہ تنقید نہیں ہوئی جو دوسروں پر ہوتی ہے۔ اسلام میں اقتدار کا حصول مقصد نہیں ہے، بلکہ اقتدار تو الہی قوانین کو نافذ کرنے کا وسیلہ ہے۔ لیکن جب الہی قوانین کی جڑیں کاٹنے والوں اور مسلمانوں کا بے گناہ خون بہانے والوں ہی کے سہارے اقتدار حاصل کرنے کی سعی کی جائے تو پھر اسلامی اقدار کی حکمرانی کا نعرہ کیا معنی رکھتا ہے؟

جماعت اسلامی کی یہ حالت دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ پوری دنیا میں اور خصوصاً پاکستان میں عالمی استکبار سے وابستہ ایسی خفیہ قوتیں موجود ہیں جو دینی تحریکوں کو اندر سے کھوکھلا کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہیں اور انہیں غیر موثر بنا دیتی ہیں۔ بہت سی دوسری اسلامی تحریکوں کی طرح جماعت اسلامی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو ا ہے کہ تدریجاً اس کے اندر نفوذ کر کے اس کی دینی اور اسلامی شناخت کو ختم کر دیا گیا ہے۔ لہذا آج تمام نظریاتی لوگ جماعت اسلامی جیسی تحریکوں سے وابستگی کو اپنے لئے باعث عار سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ جماعت کی قیادت کے لیے ہمارے یہ عرائض، یاد آوری قرار پائیں گے اور جماعت کی قیادت اسلام دوستی کو اپنی ترجیح اول قرار دیتے ہوئے قرآن کریم کے ظالم کی مخالفت اور مظلوم کی معاونت کے اساسی اصول کو اپنی سیاسی جدوجہد کا سنہری اصول قرار دے گی۔

انداز بیاں گرچہ بہت خوب نہیں ہے شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

دینی مدارس کے وفاق

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تشکیل اور تعمیر و ترقی میں دینی مدارس کا کلیدی کردار، ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ ان مدارس میں جو مقدس فریضہ انجام دیا جاتا ہے وہ اسلامی تعلیم و تربیت کا فریضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے دینی مدارس، اپنے ہدف، فریضہ اور اپنے کردار کے تقدس کی وجہ سے ایک خاص تقدس کے حامل ہیں۔ بلاشک و شبہ:

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں اک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں دینی مدارس کے اس تقدس کو پامال کرنا کسی صورت درست نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ مدارس کا نظام کسی نقد و نظر کا محتاج نہیں۔ موجودہ دور میں پاکستان کے دینی مدارس کے نظام پر دوست، دشمن سب نظریں جمائے ہوئے ہیں۔ دینی علوم اور بالخصوص اسلامی علوم میں اقوام سازی کی وہ طاقت پائی جاتی ہے کہ رنگ و نسل اور جغرافیائی حدود کا فرق مٹا کر افراد کو ایک قومیت کی رسی میں پروا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس، اگر ان مدارس کا تعلیمی و تربیتی نظام غلط ڈگر پر جا رہا ہو تو یہ ملتوں کا شیرازہ بکھیرنے کا سب سے سستا لیکن کامیاب حربہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دین دوستوں کو یہ توقع ہے کہ ملکی مسائل کے حل میں دینی مدارس اپنا کردار ادا کریں۔ جبکہ دشمن طاقتیں خائف ہیں کہ کہیں دینی مدارس اس ملک کی سالمیت اور تعمیر و ترقی میں اپنے کردار میں سرگرم نہ ہو جائیں۔ دینی مدارس کے مثبت کردار سے خائف ہو کر اسلام دشمن طاقتوں نے ہمیشہ پاکستان کے دینی مدارس کے نظام کو ٹارگٹ کیا ہے۔ اس کی واضح مثال مشرف دور میں بیرونی طاقتوں کے ایما پر مدارس کے نظام میں تبدیلیوں کی تحریک ہے۔

تعلیم و تربیت، قومی سلامتی اور وطنیت کی تشکیل میں دینی مدارس کے اساسی کردار کے پس منظر میں دینی مدارس کے موضوع پر قومی سطح پر کئی مباحث (Debates) شروع ہو چکی ہیں۔ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور لکھا جائے گا۔ لیکن ہم اس حوالے سے فقط ایک انتہائی اہم موضوع کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ یعنی دینی مدارس کے وفاق اور بالخصوص وفاق المدارس الشیعہ کا کردار۔ ہمارے خیال میں دینی مدارس کے وفاق، مدراس دینیہ کے نظام میں پائی جانے والی ہر خامی کو دور کرنے کی سب سے زیادہ اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔

لہذا اس سے قبل کہ مدارس دینیہ کا تعلیم و تربیت کا نظام اپنی داخلی کمزوریوں اور بنیادی خامیوں کی وجہ سے فرسودہ ہو جائے یا اپنی افادیت کھو دے یا اس سے قبل کہ دین دشمن طاقتیں مختلف حیلوں، بہانوں سے اس مقدس نظام کو اپنی ڈگر سے ہٹادیں، ان مدارس کے نظام میں اصلاحات کا آغاز خود مدارس کے وفاقوں کے پلیٹ فارم سے شروع ہونا چاہیے۔

البتہ یہ یاد آوری کسی طرح ہم دینی مدارس کے نظام کو ہماہنگ کرنے میں وفاقوں کی مساعی کے انکار کے مترادف نہیں ہے۔ یقیناً اس حوالے سے دینی مدارس کے وفاقوں کی مساعی قابل تقدیر و تشکر ہیں۔ لیکن ہم یہاں ایک بیرونی منظر سے، ایک آئیڈیل وفاق کی ذمہ داریوں کے تعین پر گفتگو کر رہے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں "کیا ہے؟" پر بحث نہیں، "کیا ہونا چاہیے؟" پر بحث ہے اور وہ بھی کسی وفاق کے داخلی سٹرکچر سے قطع نظر؛ کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ یہ ادارے اپنے نصب العین، اپنی ماہیت اور دستور العمل کے مطابق بالکل ٹھیک ڈگر پر جا رہے ہوں۔

ہاں! اتنا ضرور ہے کہ ہمارے خیال میں عصر حاضر کے تقاضے پورے کرنے میں یہ وفاق، منجملہ وفاق المدارس الشیعہ ابھی ناکام ہیں۔ عصر حاضر کا ایک اہم تقاضا دینی مدارس کے نظام کی اصلاح اور اسے موثر بنانا ہے۔ یہاں ایک اساسی سوال یہی ہے کہ اس حوالے سے وفاق المدارس کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟ ہم یہاں اس سوال کا جواب دینے کے درپے نہیں بلکہ اصل ہدف ایک اساسی مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروانا ہے۔ ویسے بھی اس اساسی سوال کا جواب کسی فرد واحد یا گنے چنے چند مدارس کے اساتذہ فراہم نہیں کر سکتے۔ اور بالفرض، اگر وہ ایسا کر بھی لیں، تب بھی تمام مدارس کے لیے وہ کوئی ایسی پالیسی نہیں دے سکتے جس پر سب کے عمل پیرا ہونے کی کوئی ضمانت فراہم کی جاسکے۔

البتہ اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ دینی مدارس کے وفاقوں کو جن اہم امور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے ان میں قومی سالمیت میں ان کے کردار کی تعیین، سرفہرست ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کے تعلیمی نظام میں بشری علوم یا (Human Sciences) پر توجہ کا خلاء پر کرنے کے لیے سوچ و بچار ضروری ہے۔ دینی مدارس کے تعلیمی نظام کا سائنس اور ٹیکنالوجی، نیز بشری علوم کے باب میں بنی نوع بشر کی تازہ ترین کشفیات اور تجارب سے دور، بلکہ ناآشنا رہنا ہے، از خود ایک توجہ طلب معاملہ ہے۔ گویا ہمارے ملک کے بیشتر دینی مدارس ایک ایسے جزیرے میں ہیں جس تک ان تازہ کشفیات اور تجربات کی ترسیل ناممکن ہے۔

اس کے علاوہ عصر حاضر میں بنی نوع بشر نے ایجوکیشنل ٹیکنالوجی کے میدان میں جو کچھ کشف کیا ہے، گویا اس کا عشرِ عشر بھی ہمارے دینی مدارس کے تعلیمی نظام اور نصاب کا حصہ بننے کے لائق نہیں ہے۔ آیا ہم ہمیشہ صدیوں پرانی تعلیمی ٹیکنالوجی استعمال کرتے رہیں گے؟ دینی مدارس کے تعلیمی و تربیتی نظام میں اُن علوم سے بیگانگی جو ابزاری علوم یا Skills شمار ہوتے ہیں، از خود ایک اور مشکل ہے۔

دینی مدارس کے تعلیمی نظام کی ایک اہم مشکل مدارس کے نصاب پر بروقت اور مناسب نظر ثانی نہ ہونا ہے۔ موجودہ دور میں مختلف تعلیمی نظاموں میں جس سرعت سے تعلیمی نصاب پر نظر ثانی کا کام انجام پاتا ہے، دینی مدارس کا نظام گویا ایسی نظر ثانی کا قائل ہی نہیں ہے۔ بد قسمتی سے اس حوالے سے کوئی موثر کام انجام پاتا نظر نہیں آ رہا۔ خلاصہ یہ کہ عصر حاضر کے ان شدید چیلنجز کے پس منظر میں شیعہ مدارس کی اپنے تنہا وفاق سے توقع یہ ہے کہ وہ قدرے بیشتر اور بہتر کردار ادا کرے۔ وفاق المدارس الشیعہ کو اپنی آغوش سب کے لیے یکساں طور پر کھلی رکھنی چاہیے اور آل پاکستان شیعہ مدارس کی ایسی نشستوں کا اہتمام کرنا چاہیے جن میں باہمی مشورت سے موجودہ دور کے تقاضوں سے بچہ آزمائی کی مضبوط پالیسی مرتب کی جاسکے۔

نیز وفاق المدارس الشیعہ کو قومی پلیٹ فارم پر کوئی اقدام اٹھانے سے پہلے یا کم از کم بعد میں دینی مدارس کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ کئی ملکی اور غیر ملکی اجلاسوں میں وفاق جب ایک شیعہ وفاق کی حیثیت سے ترجمانی کرتا ہے تو کم از کم تمام شیعہ مدارس کو ان اجلاسوں کی روئیداد اور ان میں پیش کردہ مباحث اور شیعہ وفاق کے موقف کی اطلاع رسانی ضروری ہے۔ ہمارے خیال میں اس سے نہ تنہا وفاق المدارس الشیعہ کی افادیت میں اضافہ ہوگا بلکہ اس سے مستقبل میں مدارس کے افتراق کے ہر منفی رجحان کو روکنے میں بھی مدد ملے گی۔ ہماری توقع ہے کہ یہ چند عرائض کسی کی رنجش خاطر کا سبب نہیں، بلکہ دینی مدارس کے تمام وفاقوں، بالخصوص وفاق المدارس الشیعہ کی بہتری اور اسے موثر تر بنانے کا سبب بنیں گی۔ ان شاء اللہ!